عشرہ ذوالحجہ، قربانی

عیدالاضحیٰ کے فضائل و مسائل

مرتب

ڈاکٹر مولانا **مفتی احمد خان** صاحب دامت برکاتہم

استاذ ورفیق شعبہ دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

امام وخطیب جامع مسجد الفلاح (ٹرسٹ)

darulfalah.pk

/DarulFalahPK

+92 307 2809638

فہرست

نمبر	عنوان	صفحہ
۱	قربانی کا تاریخی پس منظر اور فضائل	۲
۲	قربانی میں سبق	۶
۳	قربانی کے مسائل	۷
۴	قربانی کس پر واجب ہے	۷
۵	کچھ غلط فہمیاں	۹
۶	قربانی کا وقت	۱۰
۷	قربانی کے جانور کی عمر	۱۰
۸	عیب دار جانور کی قربانی	۱۱
۹	ان جانوروں کی قربانی جائز ہے	۱۲
۱۰	قربانی کا گوشت:	۱۳
۱۱	قربانی کی کھال و دیگر اعضاء	۱۴
۱۲	ایصالِ ثواب کے لئے قربانی	۱۵
۱۳	قربانی کے آداب	۱۶
۱۴	قربانی کی قضاء	۱۷
۱۵	قربانی کی دعا	۱۸
۱۶	عشرہ ذی الحجہ	۱۸
۱۷	عشرہ ذی الحجہ کے فضائل	۱۸
۱۸	نو ذوالحجہ اور اس کے روزہ	۲۱
۱۹	نو ذوالحجہ کے مسائل	۲۲
۲۰	عشرہ ذی الحجہ میں بال اور ناخن	۲۲
۲۱	تکبیر تشریق	۲۳
۲۲	تکبیر تشریق کے مسائل	۲۴
۲۳	عیدالاضحیٰ کے فضائل و احکام	۲۵
۲۴	عید کے فضائل	۲۵
۲۵	عیدالاضحیٰ کی رات کی فضیلت	۲۶
۲۶	عید کے دن مسنون و مستحب اعمال	۲۷
۲۷	چند متعلقہ مسائل	۲۸
۲۸	نماز عید کے احکام و آداب	۲۸
۲۹	نماز عید کا وقت	۲۹
۳۰	نماز عید کا طریقہ	۲۹
۳۱	نمازِ عید میں تاخیر سے شرکت	۳۰
۳۲	چند متعلقہ مسائل	۳۲

جامعہ فاروقیہ کراچی کے مستند علمائے کرام سے مسائل معلوم کریں:

حضرت مولانا محمد یوسف افشانی صاحب: 03332214690،

حضرت مولانا مفتی عبدالباری صاحب: 03332369460

حضرت مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب: 03003500337

حضرت مولانا مفتی احمد خان صاحب: 03002485938

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی کا تاریخی پس منظر اور فضائل

کسی جانور کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کی نیت سے ذبح کرنا اس وقت سے مشروع ہے جب سے یہ دنیا آباد ہوئی ہے، چنانچہ سب سے پہلی قربانی کا ذکر سورۃ مائدہ میں ہے جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل نے کی، اس زمانے کے دستور کے مطابق دونوں بھائیوں نے اختلاف ختم کرنے کیلیے اپنی اپنی قربانی بارگاہ الٰہی میں پیش کی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اذ قربا قرباناً فتقبل من احدهما ولم يتقبل من الآخر﴾ (المائدة:۲۷)

"ان دونوں نے قربانی کی ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہ ہوئی"۔

انبیاء سابقین کے عہد میں قربانی قبول ہونے یا نہ ہونے کا معیار یہ تھا کہ جس کی قربانی قبول ہوئی آسمان سے ایک آگ آتی اور اس کو جلا دیتی ﴿حتى يأتينا بقربان تأكله النار﴾ (آل عمران:۱۸۳) حسب دستور آسمان سے آگ نازل ہوئی ہابیل کے مینڈھے کو کھالیا اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا۔

موجودہ قربانی کی تاریخ اور شکل تاریخ عالم کے ایک بے نظیر، حیرت انگیز، مجاہدانہ، اور سبق آموز واقعہ سے شروع ہوئی وہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی سے ہے جس میں انہوں نے اپنے اکلوتے اور لاڈلے بیٹے

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق قربانی کے لئے پیش کیا۔

ویسے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی بڑے مجاہدے وامتحانات میں گزری، جان، مال، باپ، وطن ومکان، اور لخت جگر غرض سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان کیا، سب سے پہلے جب دعوت حق لے کر کھڑے ہوئے اپنے والد آزر کو بت پرستی چھوڑنے کی دعوت دی تو اپنے والد نے خفگی کا اظہار کیا اور گھر سے نکالنے اور تکلیفیں دینے کی دھمکی دی، بالاخر پوری قوم مخالف ہوگئی۔ کبھی اپنی قوم آگ میں ڈال رہی ہے، کبھی تنگ آکر اپنے خاندان اور وطن کو چھوڑ رہے ہیں، کبھی بڑی تمناؤں اور دعاؤں کے بعد ملنے والے اکلوتے اور چہیتے بیٹے اور اہلیہ کو چٹیل ریگستان میں چھوڑنے کا حکم ملتا ہے، اور صرف یہ نہیں ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ اس بیٹے کو قربان کرنے کا حکم آیا، اپنے بیٹے کو بتاتے ہیں کہ اے میرے بیٹے میں نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کو ذبح کر رہا ہوں، آپ کی کیا رائے ہے؟ پھر بیٹے نے کتنا پیارا اور مطیعانہ جواب دیا: "اے ابا جان! آپ وہی کرلیں جو آپ کو خدا کا حکم ہوا ہے، آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے"۔

حضرات ابراہیم علیہ السلام کا غالباً یہ سب سے سخت امتحان تھا، جس میں وہ کوہِ استقلال ثابت ہوئے، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کو قبول فرمایا ﴿یا ابراهيم قد صدقت الرؤيا﴾ (الصفت:۱۰۴) اے ابراہیم آپ نے اپنا خواب سچا کر کے دکھادیا ﴿وفديناه بذبح عظيم﴾ (الصفت:۱۰۷) ہم نے اسکا بدلہ ایک عظیم قربانی بنادیا، قربانی کی موجودہ عبادت جو اسلامی روایات کا ایک درخشاں باب ہے، حضرت ابراہیم علیہ

السلام کی قربانی کی یادگار ہے، ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت فرمایا: ''ماھذہ الأضاحی یارسول اللہ؟'' ''اے اللہ کے رسول ﷺ قربانی کی کیا اصلیت ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ھذہ سنۃ أبیکم ابراھیم'' تمہارے والد ابراہیم علیہ السلام کی سنت ویادگار ہے، صحابہ نے عرض کیا: پھر ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی''۔ (مشکوۃ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کے دن بندوں کے تمام اعمال میں پسندیدہ ترین عمل جانور کا خون بہانا ہے، اور بندہ قیامت کے دن اپنی قربانی کے جانور کے سینگوں، کھروں اور بالوں سمیت حاضر ہوگا، اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل کرلیتا ہے، لہٰذا تمہیں چاہئے کہ خوش دلی سے قربانی کرو'' (ترمذی)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس شخص نے بطیب خاطر ثواب کی امید کرتے ہوئے قربانی کی تو یہ قربانی اس کے لئے جہنم کی آگ سے آڑ ہوگی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی)

اس طرح کی بہت ساری احادیث ہیں کہ جن میں آپ ﷺ نے قربانی کرنے کی ترغیب دی، اور کرنے والوں کو خوشخبری سنائی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وسعت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرنے پر سخت وعید بھی فرمائی ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہیں کرتا وہ ہماری

عیدگاہوں کے قریب بھی نہ آئے۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

الغرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے ایک سلسلہ تشکر وعبادت بنادیا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرماتے تھے، بعض مرتبہ کسی سفر میں ایام قربانی آجاتے تو وہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی ترک نہیں فرماتے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کے ایک سفر میں ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے، ہم نے سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے قربانی کی۔ (ترمذی)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ہم قربانیوں کو فربہ کرنے کا اہتمام کرتے تھے اور سب مسلمانوں کی یہی عادت تھی (بخاری)

قربانی کی عبادت کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے آخری حج کے موقعہ پر سو اونٹوں کی قربانی فرمائی جن میں سے ''۶۳'' اونٹوں کا نحر (اس کے خاص طریقے پر ذبح کرنے کو کہتے ہیں) آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے فرمایا، باقی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے فرمایا (صحیح مسلم)

چونکہ یہ آخری قربانی اور منیٰ کا مبارک میدان تھا، آپ ﷺ نے اس کی فضیلت خوب حاصل کرنے کیلئے اتنی بڑی قربانی فرمائی، ورنہ اس سے قبل ہر سال دو مینڈھے قربانی کرنے کی عادت شریفہ تھی۔

قربانی سے کیا سبق حاصل ہوتا ہے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف جانور کی قربانی نہیں کی بلکہ زندگی کا لمحہ لمحہ اللہ کی اطاعت وفرمان برداری میں صرف کیا، جو حکم بھی اللہ کی طرف سے آتا فوراً بلا چوں و چراں تعمیل کی، جان، مال، وطن، والدین، پیاری اولاد اور بیوی سب کچھ اللہ کے راستے میں قربان فرمادیا، ہمیں بھی اپنے اندر یہی جذبہ پیدا کرنا چاہئے کہ دین کا جو تقاضا اور اللہ کا جو حکم سامنے آئے اس پر عمل کریں گے، اپنی بیوی، بچوں، ماں باپ، خاندان، اعزہ واحباب اور کسی بھی چیز کو اللہ کے حکم پر ترجیح نہیں دیں گے۔

قربانی کی اصل روح اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنی تمام نفسانی خواہشات کو قربان کردے، اگر کوئی شخص قربانی تو کرتا ہے مگر گناہوں کو چھوڑنے اور نفس پر کنٹرول کی کوشش نہیں کرتا تو اسکی قربانی کا وجوب تو ادا ہوجائیگا مگر قربانی کی حقیقت اور روح سے وہ شخص محروم رہے گا اس لئے قربانی کی حقیقت کو حاصل کرنے کے لئے نفس اور گناہوں پر گرفت اور کنٹرول کا عزم، کوشش اور دعا بھی جاری رہنی چاہئے۔

قربانی کرتے وقت یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ ”اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیری رضا کے لئے اپنے بیٹے کی قربانی کے لئے تیار ہوگئے، اے رب العالمین ہم بھی قربانی کے لئے تیار ہیں، آج تو نے جانور کی قربانی کا حکم دیا ہے، اگر تیری طرف سے اولاد کی قربانی کا حکم ہوتا تو وہ بھی قربان کردیتے، اے اللہ ہم اپنی اولاد کو دینی تعلیم دیں گے۔

قربانی کے مسائل

قربانی کس پر واجب ہے:

☆ قربانی ہر اس عاقل، بالغ، مقیم، مسلمان پر واجب ہے جو ایامِ قربانی میں کم از کم ساڑھے سات تولہ سونا، یا ساڑھے باون تولہ چاندی کا مالک ہو، یا سونا چاندی، نقدی، مال تجارت اور ضرورت سے زائد سامان میں سے سب یا بعض چیزیں ہوں اور ان کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر پہنچ جائے، لہٰذا مسافر، مجنون اور نابالغ پر قربانی واجب نہیں۔

☆ ویسے تو شرعی مسافر پر قربانی واجب نہیں لیکن کوئی شخص دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو سفر میں تھا پھر بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے گھر پہنچ گیا تو قربانی واجب ہے۔

☆ مسافر قربانی کے دنوں میں پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کی نیت کرلے تو اب قربانی واجب ہوگئی۔

☆ اسی طرح اگر پہلے اتنا مال نہیں تھا جس سے قربانی واجب ہوتی پھر بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے کہیں سے اتنا مال مل گیا تو قربانی کرنا واجب ہے۔

☆ قربانی صرف اپنی طرف سے کرنا واجب ہے، اولاد کی طرف سے واجب نہیں چاہے بالغ ہو یا نابالغ، اگر نابالغ اولاد مالدار ہو تب بھی اس کی طرف سے واجب نہیں نہ اپنے مال سے نہ اُس کے مال سے، اگر کسی نے نابالغ کی طرف سے قربانی کردی تو نفل ہوگئی، لیکن اپنے ہی مال سے کرے، نابالغ کے مال میں سے نہ کی

جائے۔(ہندیہ،شامی)

☆جس نے قربانی کرنے کی منت مانی پھر وہ کام پورا ہوگیا جس کے لئے منت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو، اور منت کی قربانی کا سارا گوشت غریبوں پر صدقہ کردے نہ خود کھائے نہ مالداروں کو دے، جتنا خود کھایا یا امیروں کو دیا اتنا گوشت یا اس کی قیمت صدقہ کرنا پڑے گی۔

☆کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہوگئی۔

☆جب چار بھائیوں کا مال مشترک ہے تو وہ چاروں برابر کے حصہ دار ہیں، اور قربانی اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس حاجاتِ ضروریہ سے فارغ بقدرِ نصاب مال موجود ہو، پس اگر ان چاروں کا مالِ مشترک اس قدر قیمت رکھتا ہو کہ قرض ادا کرنے کے بعد ہر ایک کا حصہ بقدر نصاب ہو جائے تو ان میں سے بالغوں پر قربانی واجب ہوگی، نابالغ پر نہیں۔ اور جن پر واجب ہوگی ان میں سے ہر ایک پر ایک بکرا یا گائے، بیل، بھینس اور اونٹ یا اونٹنی کا ساتواں حصہ کرنا ضروری ہوگا۔

☆اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے، اگر خود ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو کسی اور سے ذبح کروالے اور ذبح کے وقت وہاں جانور کے سامنے کھڑا ہونا بہتر ہے۔

☆قربانی میں اگر بینک کا کوئی ملازم یا انشورنس کا کاروبار کرنے والا شریک ہوا جس کی کل آمدن یا اکثر آمدن حرام سے ہے تو شرکاء میں سے کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔

☆رشوت، غصب، چوری، سود، انشورنس اور دیگر حرام ذرائع سے کمائے گئے مال میں قربانی واجب نہیں، ایسا مال سارا کا سارا بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کرنا واجب ہے۔

قربانی سے متعلق کچھ غلط فہمیاں:

☆بعض ظاہر بین یہ سمجھتے ہیں کہ عورت پر کسی حال میں قربانی واجب نہیں جو سراسر غلط فہمی ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا تھا کہ: یافاطمة! قومی الیٰ أضحیتك فاشهدیه. "اے فاطمہ! جاؤ، اپنی قربانی پر حاضری دو"، اور ظاہر ہے کہ حضرت فاطمہؓ خاتون تھی۔(بیہقی، طبرانی)

☆بعض لوگ اپنی واجب قربانی چھوڑ کر اپنے زندہ یا مرحوم والدین یا دوسرے رشتہ داروں کی طرف سے نفلی قربانی کرتے رہتے ہیں، جب کہ اپنی واجب قربانی چھوڑ کر دوسرے کو نفلی قربانی کا ثواب پہنچانا جائز نہیں، البتہ اپنی واجب قربانی کے علاوہ مستقل طور پر الگ سے دوسروں کو ثواب پہنچانے کی نیت سے قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

☆بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ پہلی مرتبہ جو قربانی کی جاتی ہے وہ اپنی قربانی کے بجائے حضور ﷺ کے نام سے ہونی چاہئیے، یہ غلط فہمی ہے، اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شخص پر قربانی واجب ہو تو اس پر اپنی طرف سے قربانی ضروری ہے، اپنی واجب قربانی کے علاوہ اسی سال یا آئندہ سال جب بھی توفیق ہو تو حضور ﷺ یا دیگر حضرات کو ثواب پہنچانے کے لئے بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔

☆اسی طرح بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر کوئی ایک مرتبہ قربانی کردے تو پھر اس کے بعد اس کو سات سال تک مسلسل قربانی کرنا ضروری ہو جاتا ہے، حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے، قربانی تو اس سال ہی واجب ہوگی جس سال کوئی صاحب نصاب ہو، اور جس سال صاحب نصاب نہیں اس سال واجب نہیں۔

☆ اگر قربانی واجب نہیں ہے تو قرض لے کر قربانی کرنا بہتر نہیں ہے۔(مسائل رفعت)

☆جو شخص مقروض ہو، اس کو قرض ادا کرنے کی فکر کرنی چاہیے قربانی نہ کرے، لیکن اگر کرلی تو ثواب ہوگا۔ (امداد المفتین)

قربانی کا وقت:

☆ماہِ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے۔ جس دن چاہیں قربانی کرسکتے ہیں، سب سے بہتر دن دسویں ذوالحجہ کا دن ہے، پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔

☆بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے، سورج غروب ہونے کے بعد درست نہیں۔

☆ان دِنوں میں جب چاہے قربانی کرے، دن ہو یا رات لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں، اس لئے کہ ہوسکتا ہے کہ اندھیرے میں کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔

☆جن بستیوں اور شہروں میں جمعہ اور عیدین ہوتے ہیں وہاں نمازِ عید سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں، جس نے پہلے قربانی کرلی تو اس کا اعادہ لازم ہے، البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ وعیدین جائز نہیں، وہاں پر دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کرسکتے ہیں۔ (بدائع:۶/۱۰)

☆پورے شہر میں کسی مسجد یا عیدگاہ میں عید کی نماز ہوگئی، تو اس وقت قربانی کرنا جائز ہے، خود قربانی کرنے والے کا عید کی نماز سے فارغ ہونا شرط نہیں۔

قربانی کے جانور کی عمر:

☆ایک سال سے کم عمر کی بکری کی قربانی درست نہیں۔ جب پورے سال کی ہو تب

قربانی درست ہے۔ اور گائے بھینس دو سال سے کم ہوں تو اس کی قربانی درست نہیں پورے دو سال کی ہوں تب درست ہے۔ اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں، دنبہ یا بھیڑ اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہو اور سال بھر والی بھیڑوں دنبوں میں چھوڑ دیں تو کوئی فرق معلوم نہ ہو تو چھ مہینے کے ایسے دنبہ اور بھیڑ کی بھی قربانی درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پورے سال کا ہونا چاہئے۔

☆قربانی کے جانور میں اصل دار ومدار عمر کے پورے ہونے پر ہے، لہٰذا اگر مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق جانور کی عمر پوری ہوگئی ہو تو پھر اس کے بعد عمر کے متعلق کسی دوسری علامت مثلاً (دوندا وغیرہ ہونے) کی ضرورت نہیں پس اگر کسی کے اپنا پالتو جانور ہو، یا اپنے سامنے پیدا ہوا ہو یا کسی اور معتبر ذریعہ سے معلوم ہو کہ عمر پوری ہے تو اس جانور کی قربانی جائز ہے خواہ دوندا بھی نہ ہو۔

عیب دار جانور کی قربانی:

☆قربانی کا جانور چونکہ اللہ تعالیٰ کی خاص بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، اس لیے افضل یہ ہے کہ قربانی کا جانور ہر قسم کے عیبوں سے پاک اور صحیح سالم ہو۔

☆جو جانور اتنا لنگڑا ہے کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں رکھ ہی نہیں سکتا، یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا اس کی بھی قربانی درست نہیں۔ اور اگر چلتے وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں اس سے سہارا لیتا ہے لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

☆اگر کسی جانور کے دانت گھس کر مسوڑھوں سے جا ملے ہوں اور کھانے میں کام نہ

آتے ہوں تو اس کی قربانی صحیح نہیں۔ (جواہر الفقہ)

☆ جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔ اور اگر کچھ دانت گر گئے ہیں لیکن جتنے گرے ہیں ان سے زیادہ باقی ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

☆ جس جانور کے پیدائش سے ہی کان نہیں اس کی بھی قربانی درست نہیں، اور اگر کان تو ہیں لیکن چھوٹے چھوٹے ہیں اس کی قربانی درست ہے۔

☆ جس جانور کو خارش کی بیماری ہے اس کی بھی قربانی درست ہے۔ البتہ اگر خارش کی وجہ سے بالکل لاغر ہو گیا ہو تو درست نہیں۔

☆ بھیڑ، بکری اور دنبی کے ایک تھن سے اور گائے، بھینس اور اونٹنی کے دو تھنوں سے دودھ نہ اترتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔

☆ اگر مالدار آدمی نے قربانی کے لئے جانور خرید لیا پھر کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے۔ البتہ اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی کرنا واجب نہیں تو اس کے لئے اسی جانور کی قربانی کرنا درست ہے۔

☆ خنثی مشکل جانور کی قربانی درست نہیں۔ (فتاوی حقانیہ: ۴۸۰/۶ بحوالہ درمختار)

ان جانوروں کی قربانی جائز ہے:

☆ گابھن جانور کی قربانی جائز ہے، پھر اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کر دیا جائے۔

☆ حمل والے جانور کو ذبح کرنا جائز ہے، البتہ جس کے بچہ پیدا ہونے کی مدت بہت قریب آگئی ہو، اس کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

☆ خصی بکرے اور مینڈھے وغیرہ کی بھی قربانی درست، بلکہ افضل ہے۔ (بدائع: ۳۴۷/۶)

☆ قربانی کے لئے جو جانور خریدا بعد میں معلوم ہوا کہ چوری کا تھا، اگر چوری کرنے والے سے خریدا ہے تو قربانی جائز نہیں، دوسرا جانور خرید کر قربانی کی جائے۔

☆ دو لوگوں نے دو بکریوں کو قربانی کی نیت سے خریدا اور بھول کر ایک نے دوسرے کی بکری کو ذبح کر ڈالا اور دوسرے نے پہلے کی بکری ذبح کر دی تو دونوں کی قربانی درست ہو جائے گی۔

☆ جو جانور اندھا ہو یا ایسا کانا ہو کہ اس کی ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زیادہ بینائی ختم ہو گئی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا ہو یا اس کی دم تہائی یا اس سے بھی زیادہ کٹ گئی ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔

☆ اگر بھیڑ بکری کی دم پیدائشی نہ ہو تو قربانی نہ ہو گی، البتہ پیدائشی چھوٹی ہو تو جائز ہے

☆ قربانی کے جانور کی رسی جھول وغیرہ سب چیزیں صدقہ کر دے۔

☆ جس کا ایک یا دونوں سینگ جڑ سے اکھڑ کر ختم ہو گئے ہوں تو اس کی قربانی جائز نہ ہو گی، البتہ پیدائشی نہ ہو تو جائز ہے۔

☆ داغدار جانور کی قربانی صحیح اور درست ہے۔ (فتاوی حقانیہ: ۴۷۸/۶)

قربانی کا گوشت:

☆ جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کرنا چاہئے، محض اندازے سے نہ تقسیم کیا جائے۔ (جواہر الفقہ)

☆افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لئے رکھے، ایک حصہ رشتہ داروں دوست واحباب میں تقسیم کرے اور ایک حصہ غریبوں میں تقسیم کرے۔ (شامی)

☆منت کی قربانی اور مرحوم کی وصیت کی قربانی کا گوشت مستحقینِ زکوۃ میں تقسیم کرنا ضروری ہے، امیر، سید اور غیر مسلم کو دینا جائز نہیں۔

☆قربانی کا گوشت کافروں کو بھی دینا جائز ہے بشرطیکہ اجرت میں نہ دیا جائے۔

☆بعض لوگ اولاً بدلی اور قرض کے طور پر یا صرف لعن طعن سے بچنے یا اپنی بڑائی ظاہر کرنے کیلئے ایک دوسرے کے یہاں گوشت بھیجتے ہیں جو کہ گناہ ہے، اخلاص ہونا چاہئے۔

☆قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔ (جواہر الفقہ)

☆قصائی کی اجرت (مزدوری) میں گوشت دینا جائز نہیں۔ (جواہر الفقہ)

☆اگر کوئی شخص وصیت کر گیا ہو کہ میرے ترکہ سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اس کی وصیت کے مطابق اس کے مال سے قربانی کی گئی تو اس کی قربانی کا سارا گوشت وغیرہ صدقہ کرنا واجب ہے (خود کھانا یا مالداروں کو دینا جائز نہیں)۔

☆ایصالِ ثواب کی قربانی کا گوشت خود کھانا، دوسروں کو کھلانا سب جائز ہے۔

قربانی کی کھال اور دیگر اعضاء:

☆ذبح شدہ جانور کی سات چیزوں کا کھانا حرام ہے:

(۱)...... بہتا خون۔ (۲)...... نر کی پیشاب گاہ۔ (۳)...... کپورے۔

(۴)...... مادہ کی پیشاب گاہ۔ (۵)...... غدود۔ (۶)...... مثانہ۔

(۷)...... پتہ۔ اور بعض علماء کرام نے حرام مغز کو بھی منع لکھا ہے۔

☆قربانی کی کھال، اون، آنتیں، گوشت، چربی یعنی جانور کا کوئی حصہ کسی خدمت اور مزدوری کے معاوضہ میں دینا جائز نہیں، بعض علاقوں میں کھال قصائی کو مزدوری کے طور پر دی جاتی ہے قربانی کی کوئی چیز قصائی کو اجرت میں دینا جائز نہیں، اس کی اجرت الگ دینا چاہیئے، امام اور مؤذن کو بھی حق خدمت کے طور پر دینا جائز نہیں، بطور ہدیہ امیر وغریب کسی کو بھی دے سکتے ہیں۔

☆قربانی کی کھالوں کو اس کے صحیح شرعی مصرف میں لگانا قربانی کرنے والے کی شرعی ذمہ داری ہے۔

ایصال ثواب کے لئے قربانی:

☆قربانی کے دنوں میں میت کے ایصال ثواب کے لئے پیسہ وغیرہ صدقہ کرنے سے قربانی کرنا افضل ہے، اور اس کا ثواب میت کو پہنچانا افضل ہے، کیونکہ صدقہ خیرات میں فقط مال کا ادا کرنا ہے، اور قربانی میں مال کا ادا کرنا بھی اور فدا کرنا بھی یعنی دو مقصد پائے جاتے ہیں۔

☆اگر اپنی خوشی سے کسی مردے کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کرے تو اس کا گوشت خود کھانا، کھلانا، تقسیم کرنا سب درست ہے۔ جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔

☆جس شخص نے اپنے مال سے میت کی جانب سے قربانی کی ہے، اگر اس پر بھی قربانی واجب تھی تو یہ قربانی اس کی طرف سے ہوجائے گی، اور میت کو قربانی کا ثواب نہ ملے گا، اور اگر اس پر قربانی واجب نہ تھی یا اپنی قربانی الگ سے کر چکا ہے، تو میت کی طرف سے قربانی ہوجائے گی، یعنی مردہ کو قربانی کا ثواب مل جائیگا۔

☆سات افراد نے شریک ہو کر ایک گائے یا کوئی بڑا جانور قربانی کے لئے خریدا اور قربانی کرنے سے پہلے ان میں سے کوئی ایک شخص مر گیا، مگر مردہ کے ورثاء نے ان شرکاء کو اجازت دے دی کہ تم میت کی طرف سے قربانی کرو، پس اگر وہ ان کی اجازت سے مردہ اور اپنی طرف سے قربانی کریں تو درست ہوگی اور سب کی قربانی ادا ہو جائے گی، اور اگر اس مردہ کے ورثاء کی اجازت کے بغیر قربانی کریں تو درست نہ ہوگی اور کسی کی بھی قربانی ادا نہ ہوگی۔

☆جس شخص پر قربانی واجب تھی، اگر اس نے قربانی کے لئے جانور خرید لیا پھر وہ جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا یا مر گیا تو اس پر واجب ہے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور اگر دوسری قربانی کے بعد پہلا جانور مل گیا تو بہتر ہے کہ اس کی بھی قربانی کر دے، اور اگر یہ شخص غریب ہو اور اس پر پہلے سے قربانی واجب نہیں تھی، نفلی طور پر قربانی کے لئے جانور خرید لیا تھا، تو اب اس جانور کی قربانی اس پر واجب ہوگئی، لیکن اگر اس کا یہ جانور مر جائے یا گم ہو جائے یا چوری ہو جائے تو یہ وجوب ساقط ہو گیا، اس کے ذمہ دوسری قربانی واجب نہیں، اور اگر گم ہو جانے کے بعد اس نے دوسرا جانور خرید لیا پھر پہلا بھی مل گیا، تو اس پر واجب ہے کہ دونوں جانوروں کی قربانی کرے کیونکہ غریب آدمی جو صاحب نصاب نہ ہو جب کوئی جانور قربانی کی نیت سے خریدتا ہے تو نذر کے حکم میں ہو جاتا ہے، جس کا پورا کرنا واجب ہے۔

قربانی کے آداب:

☆قربانی کے جانور کو چند روز پہلے پالنا افضل ہے۔

☆جانور کو آرام و پیار سے قربان گاہ تک لایا جائے، سختی کے ساتھ گھسیٹ کر نہ لے جایا جائے۔ (بدائع الصنائع)

☆حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بکری کو ذبح کرنے کے لئے پاؤں سے گھسیٹ کر لے جا رہا تھا، تو آپ نے فرمایا کہ ”تیرا ناس ہو، اس بکری کو موت کی طرف اچھی طرح ہنکاؤ“ (مصنف عبدالرزاق)

☆حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ذبح کئے جانے والے جانور پر رحم کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر رحم فرمائیں گے۔ (المعجم الکبیر)

☆قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کر لیا جائے۔ (بدائع الصنائع)

☆جانور کے سامنے چھری تیز نہ کی جائے، بلکہ اس سے چھپا کر یا پہلے ہی سے تیز کی جائے، کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی چھری تیز کرے تو وہ بکری کے سامنے تیز نہ کرے۔ (مصنف عبدالرزاق)

☆ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔ (بدائع)

☆ذبح کے بعد جب تک جانور پوری طرح ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کو کاٹا یا کھال نہ اتاری جائے۔ (جواہر الفقہ)

قربانی کی قضاء:

☆اگر قربانی کے دن گذر گئے، اور غفلت یا کسی عذر کی وجہ سے قربانی نہیں کر سکا تو قربانی کی قیمت فقراء و مساکین پر صدقہ کرے، اور اگر بکری خرید لی تھی تو وہی بکری صدقہ کر دے۔

☆ کسی پر قربانی واجب تھی اور قربانی کے تینوں دن گزر گئے لیکن اس نے قربانی نہیں کی تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کردے۔

قربانی کی دعا: جب قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹائیں تو یہ دعا پڑھیں:

"اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ،اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھیں: "بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُ اَكْبَر" کہہ کر ذبح کریں۔

ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّی كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ
وَّخَلِيْلِكَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔

اگر دوسرے کی طرف سے ذبح کریں تو "مِنِّيْ" کی جگہ "من فلان" یعنی من کے بعد اصل آدمی کا نام لیں۔

نوٹ: واضح رہے کہ قربانی کی مذکورہ دعا پڑھنا ضروری نہیں، بہتر ہے، لہذا صرف "بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُ اَكْبَر" کہہ کر ذبح کیا تو قربانی صحیح ہوجائے گی۔

☆

☆☆☆

☆☆☆..........☆☆☆

☆☆☆

☆

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل و مسائل

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل:

ویسے تو ذوالحجہ کا پورا مہینہ ہی خیر و برکت کا مہینہ ہوتا ہے لیکن اس مہینہ کا پہلا عشرہ خصوصی فضیلت کا حامل ہے، اللہ رب العزت نے سورہ فجر میں کئی چیزوں کی قسم اٹھائی جن میں سے ایک "فجر" ہے، حضرت ابن عباس، مجاہد اور عکرمہ فرماتے ہیں اس فجر سے مراد دس ذوالحجہ کی فجر ہے، دوسری چیز جس کی قسم اٹھائی گئی وہ "ولیالٍ عشر" ہے جس کے بارے میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کا پہلا عشرہ ہے۔ تیسری اور چوتھی چیز جس کی قسم اٹھائی گئی "والشفع والوتر" ہے، جس کے بارے میں خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وتر (طاق) سے مراد یوم عرفہ ہے، اور شفع (جفت) سے مراد عیدالاضحیٰ کا دن ہے۔ (مستدرک حاکم، مسند احمد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ دس راتیں وہی ہیں جن کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں ذکر ہے ﴿واتممنٰها بعشر﴾ (اعراف:۱۴۲) کیونکہ یہی دس راتیں سال کے ایام میں افضل ہیں۔

امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ مذکورہ حدیث سے ذُوالحجہ کے پہلے عشرہ کا تمام دنوں میں افضل ہونا معلوم ہوا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی یہی دس راتیں ذی الحجہ کی مقرر کی گئی تھیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: دنیا کے دنوں میں سب سے افضل ذی الحجہ کے پہلے عشرے کے دن ہیں۔ (کشف الاستار)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں ان (ذی الحجہ کے) دس دنوں کے نیک عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے بھی بڑھ کر ہے مگر وہ شخص جو جان اور مال لے کر اللہ کے راستے میں نکلے، پھر ان میں سے کوئی چیز بھی واپس لے کر نہ آئے'' (سب اللہ کے راستے میں قربان کر دے، اور شہید ہو جائے یہ ان دنوں کے نیک عمل سے بھی بڑھ کر ہے)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے یہاں (ذوالحجہ کے) دس دنوں کی عبادت سے بڑھ کر عظیم اور محبوب ترین کوئی عبادت نہیں، لہٰذا ان میں ''لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ'' کثرت سے پڑھا کرو۔ (احمد، بیہقی)

لہٰذا ان مبارک دنوں میں غیر ضروری تعلقات سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت بہت لگن اور توجہ کے ساتھ کرنی چاہیے اور ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا اور ذکر و فکر، تسبیح و تلاوت، صدقہ، خیرات اور نیک عمل میں کچھ نہ کچھ اضافہ کرنا اور گناہوں سے بچنا چاہیے اور روزوں کا بھی جہاں تک ہو سکے اہتمام کرنا چاہیے۔

نو ذوالحجہ اور اس کے روزہ کے فضائل و مسائل

نو ذوالحجہ کا دن مبارک دن ہے، اس دن میں حج کا سب سے بڑا رکن ''وقوف عرفہ'' ادا ہوتا ہے، اور اس دن بے شمار لوگوں کی بخشش اور مغفرت کی جاتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس دن کی برکات سے غیر حاجیوں کو بھی محروم نہیں فرمایا: اس دن روزے کی عظیم الشان فضیلت مقرر کر کے سب کو اس دن کی فضیلت سے اپنی شان کے مطابق مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمایا۔

اللہ رب العزت نے قرآن میں ''مشھود'' کا لفظ فرما کر عرفہ کے دن کی قسم اٹھائی۔ (معارف القرآن للکاندھلوی: ۴۲۱/۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام دنوں میں سب سے افضل دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعہ کا دن ہے، اور یہ دن ''شاھد'' ہے اور ''مشھود'' عرفہ کا دن ہے اور ''یوم موعود'' قیامت کا دن ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (عرفہ کے دن کے مقابلہ میں) کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ بندوں کو جہنم سے نجات دیتے ہوں، حق تعالیٰ شانہ (عرفات میں وقوف کرنے والوں سے خصوصی رحمت کے ساتھ) قریب ہوتے ہیں پھر فخر کے طور پر فرماتے ہیں کہ یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟ (مسلم)

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: سال بھر میں مجھے کوئی روزہ عرفہ کے دن سے زیادہ محبوب نہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

ان احادیث میں نو ذوالحجہ کے دن کے روزے کی بیش بہا فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ایک روایت میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے عرفہ (یعنی ۹ ذالحجہ) کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (۹ ذوالحجہ کا روزہ رکھنا) ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ (مسلم، مسند احمد)

نو ذوالحجہ کے مسائل

☆ عرفہ کے دن کی فضیلت ہر شخص کو اس ملک کی تاریخ کے اعتبار سے حاصل ہوگی جس ملک میں وہ شخص موجود ہے۔ جیسا کہ عیدالاضحیٰ ہر شخص اپنے ملک کی تاریخ کے اعتبار سے کرے گا اسی طرح عرفہ بھی عیدالاضحیٰ سے ایک دن پہلے شمار ہوگا۔

☆ بعض لوگ عرفہ کے دن کسی ایک مقام پر اکٹھے اور جمع ہونے کو ثواب سمجھتے ہیں اور عرفات میں حاجیوں کے اجتماع کی مشابہت کرتے ہیں۔ اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں بلکہ بے بنیاد اور من گھڑت بات ہے، لہٰذا اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

☆ عشرۂ ذی الحجہ اور نو ذوالحجہ کے روزوں کے مسائل دوسرے نفل روزوں کی طرح ہیں۔

☆ بقرہ عید کے دن قربانی تک، روزہ کی تمام شرائط کا لحاظ رکھنا مستحب ہے۔

عشرہ ذی الحجہ میں بال اور ناخن کا حکم

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو، اور تم میں سے کسی کا قربانی کا ارادہ ہو تو وہ جسم کے کسی حصہ کے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ (ترمذی، مسلم، ابوداؤد)

☆ بال ناخن نہ کاٹنے کا حکم قربانی والے کے لئے ہے۔

☆ یہ مستحب ہے فرض واجب نہیں، لہذا کوئی اس کی رعایت نہ کر سکا تو بھی گنہگار نہ ہوگا۔

☆ عورتوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

☆ اگر زیر ناف بالوں اور ناخنوں کو چالیس دن یا زیادہ ہو رہے ہوں تو یہ حکم نہیں، صفائی ضروری ہے۔

تکبیر تشریق

تکبیرات تشریق یہ ہیں:

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ"

☆ ۹ ذوالحجہ کی فجر سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک پانچ دنوں میں تکبیر تشریق کی خاص تاکید اور فضیلت ہے، ارشاد ربانی ہے: وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ اور یاد کرو اللہ کو گنتی کے دنوں میں۔ (بقرۃ)

☆ ابن شہاب زہری فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ ایام تشریق کے سب دنوں میں تکبیر پڑھتے تھے"۔

☆ حضرت عبید بن عمیر سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرفہ (۹ ذوالحجہ) کی فجر سے ایام تشریق کے آخری دن عصر کی نماز تک تکبیر تشریق پڑھتے تھے" (کنز العمال)

☆ حضرت امام محمد سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: "(ہمارے شیخ امام) ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ہم نے اور وہ حضرت حماد سے اور وہ حضرت ابراہیم نخعی سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ عرفہ (۹ ذوالحجہ) کی فجر سے ایام تشریق کے آخری دن عصر کی نماز تک تکبیر تشریق پڑھتے تھے۔ (کتاب الآثار)

اسی وجہ سے ہمارے فقہاء کے نزدیک تکبیر تشریق ۹ ذوالحجہ کی فجر سے لے کر ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔

تکبیر تشریق کے مسائل:

☆ یہ تکبیر ہر فرض اور جمعہ کی نماز کے بعد مرد و عورت، مقیم و مسافر، حاجی و غیر حاجی، تنہا اور جماعت سے نماز پڑھنے والے ہر ایک پر واجب ہے، اور مسبوق و لاحق مقتدی پر بقیہ نماز سے فراغت پر تکبیر کہنا واجب ہے۔ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر تشریق پڑھی جائے۔

☆ یہ تکبیر مرد درمیانی آواز سے اور عورت آہستہ پڑھے۔ بہت سی خواتین اور مرد حضرات یہ تکبیر نہیں پڑھتے، حالانکہ اس کا پڑھنا واجب ہے۔ اسی طرح بعض مرد حضرات آہستہ یا بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں، یہ دونوں باتیں قابل اصلاح ہیں۔

☆ فرض نماز کے سلام پھیرنے کے فوراً بعد یہ تکبیر پڑھنی چاہئے۔

☆ سلام کے فوراً بعد اگر کوئی یہ تکبیر پڑھنا بھول جائے تو اگر نماز کے خلاف کوئی کام مثلاً بات چیت نہیں کی اور یاد آگیا تو تکبیر کہہ دینی چاہئے۔

☆ ایام تشریق کی کوئی فوت شدہ نماز اسی سال ایام تشریق کے اندر ہی قضاء کرے تو اس نماز کے بعد بھی یہ تکبیر کہنا واجب ہے، البتہ اگر ایامِ تشریق سے پہلے کی کوئی نماز ان دنوں میں ادا کرے یا ایام تشریق کی فوت شدہ نماز ان دنوں کے گزر جانے کے بعد قضاء کرے تو پھر تکبیر نہ کہے۔

☆ اگر کسی نماز کے بعد امام یہ تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً خود تکبیر کہہ دیں امام کے تکبیر کہنے کا انتظار نہ کریں۔

☆ ہر فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ کہنے کا حکم ہے اور صحیح قول کے مطابق ایک سے زیادہ مرتبہ کہنا سنت کے خلاف ہے۔

☆ بقرہ عید کی نماز کے بعد بھی یہ تکبیر کہہ لینی چاہئے۔

☆ عیدالاضحیٰ میں عیدگاہ جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر تشریق والی تکبیر کہتے ہوئے جائیں، اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

☆☆☆..........☆☆☆

عیدالاضحیٰ کے فضائل واحکام

عید کے فضائل:

☆ ہر قوم وملت میں سال کے کچھ ایام خوشی منانے کے لئے مقرر ہوتے ہیں جنہیں عام بول چال میں تہوار کہا جاتا ہے، تہوار منانے کے لئے ہر قوم کا مزاج، انداز اور طور طریقے مختلف ہوسکتے ہیں، لیکن ان سب میں ایک بات مشترک طور پر پائی جاتی ہے وہ ہے خوشی منانا اسلام نے بھی پورے سال میں امت مسلمہ کے لئے عید کے یہ دو دن مقرر کیئے ہیں ایک عیدالاضحیٰ کا دن ہے اور دوسرا عیدالفطر کا۔

☆ عید کا دن مسلمانوں کے لئے، عیسائیوں، یہودیوں اور دوسری قوموں کی طرح صرف ایک تہوار نہیں بلکہ یہ دن مسلمانوں کے لئے خوشی کے ساتھ عبادت کا بھی دن ہے ان خوشیوں کا افتتاح ایک خاص شان کی عبادت نماز عید سے کیا جاتا ہے ذیل میں عیدالاضحیٰ کے چند فضائل ذکر کیئے جاتے ہیں۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ کے لوگ دو تہوار منایا کرتے تھے، اور یہ ان میں کھیل تماشہ کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ ”یہ دو دن تم مناتے ہو ان کی کیا حقیقت اور حیثیت ہے“؟ انہوں نے عرض کیا کہ: ہم جاہلیت میں یہ تہوار اسی طرح منایا کرتے تھے (بس وہی رواج اب تک

چل رہا ہے)۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دو تہوروں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن عطا فرما دیئے ہیں ایک عید الاضحیٰ کا دن دوسرا عید الفطر کا دن۔

☆ایک روایت میں ہے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کافروں کے ان دو دنوں کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے عطا فرما دیئے ہیں، عید الفطر میں تو نماز عید اور صدقہ فطر ادا ہوتا ہے اور عید الاضحیٰ میں نماز عید اور قربانی۔

☆ایک روایت میں عید کے دن نماز کی فضیلت اس طرح بیان کی گئی ہے: بے شک اللہ تعالیٰ عیدین کے دنوں میں، زمین والوں کی طرف خصوصی رحمت کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں پس تم (نماز عید کے لئے) اپنے گھروں سے نکلو، تم پر اللہ کی رحمت سایہ فگن ہو جائے گی۔

عید الاضحیٰ کی رات کی فضیلت:

☆پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں کی جاتی، ۱۔ جمعہ کی رات، ۲۔ رجب کی پہلی رات، ۳۔ نصف شعبان کی رات، ۴۔ عید الفطر کی رات۔ ۵۔ عید الاضحیٰ کی رات۔ (مصنف عبدالرزاق: ۴/۳۱۷)

☆جس شخص نے دونوں عیدوں کی راتوں میں ثواب کی نیت سے عبادت کی اس کا دل اس دن نہیں مریگا جس دن لوگوں کے دل مرجائیں گے (بیہقی: ۳/۳۴۱)

☆جس نے چار راتوں کو عبادت کے ساتھ زندہ رکھا اس کے لئے جنت کا وعدہ ہے..... ان میں سے ایک رات عید الاضحیٰ بھی ہے۔ (الجامع الصغیر للسیوطی، ابن عساکر)

عید کے دن مسنون و مستحب اعمال:

(۱) صبح سویرے اٹھنا

(۲) مرد حضرات کا نماز فجر مسجد میں باجماعت ادا کرنا

(۳) خوب اہتمام سے غسل کرنا

(۴) مسواک کرنا

(۵) صاف ستھرے یا نئے کپڑے پہننا

(۶) خوشبو لگانا

(۷) جلد عید گاہ پہنچنا

(۸) عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ کھالینا

(۹) عیدین کی نماز کے لئے باہر عید گاہ کو نکلنا، تاہم مسجد میں بھی عیدین کی نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۱۰) نماز عید کے لئے پیدل جانا۔

(۱۱) عید الفطر کی نماز کے لئے جاتے ہوئے راستے میں آہستہ آہستہ تکبیر تشریق کہنا تکبیر تشریق یہ ہے:

"اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الااللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد"

(۱۲) عید گاہ نماز پڑھنے کے لئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا۔

(۱۳) بقدر استطاعت صحیح مستحقین ومساکین کی صدقہ سے مدد کرنا۔

(۱۴) اپنے گھر والوں، عزیزوں اور دوستوں سے خوش اخلاقی سے پیش آنا، اور

اپنی حیثیت کے مطابق عید کے دن اہل وعیال کے لئے اچھے کھانے کا انتظام کرلینا۔

چند متعلقہ مسائل:

☆ فجر کی نماز کے بعد نماز عید سے پہلے گھر یا کسی بھی جگہ کوئی نفل نماز پڑھنا (مرد وعورت) دونوں کے لئے مکروہ ہے۔

☆ عید کی نماز کے بعد جہاں عید کی نماز ادا کی ہے، وہاں نفل پڑھنا مکروہ ہے گھر میں یا کسی دوسری جگہ نفل پڑھنا جائز ہے اور چار رکعت نفل پڑھنا بہتر اور افضل ہے دو رکعت پڑھنا بھی درست ہے۔

☆ عید کے دن اگر کوئی عذر نہ ہو تو شرعی حدود میں رہتے ہوئے اپنے عزیز واقارب سے ملاقات کے لئے جانا فی نفسہ جائز ہے مگر اس کو ضروری سمجھنا جائز نہیں۔

نماز عید کے احکام وآداب:

☆ عید کی نماز دو رکعت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرانہ کے طور پر ادا کرنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فصل لربک وانحر (سورۃ کوثر) ترجمہ: اپنے رب کیلئے نماز پڑھئے اور نحر کیجئے۔ مشہور تفسیر کے مطابق صل (نماز پڑھئے) سے مراد نماز عید ہے، اس کے علاوہ آپ ﷺ نے حکم نازل ہونے کے بعد ہمیشہ عید کی نماز ادا فرمائی اور پھر صحابہؓ کے دور سے آج تک امت کا اس پر ہمیشہ عمل رہا ہے۔

نماز عید کس پر واجب ہے:

☆ عید کی نماز مسلمان عاقل، بالغ، مرد، مقیم اور آزاد پر واجب ہے، لہذا جس میں یہ تمام باتیں یا کوئی بات نہ پائی جائے اس پر عید کی نماز واجب نہیں۔

نمازِ عید کا وقت:

☆ جب سورج ایک نیزے کے برابر بلند ہوجائے تو اس وقت سے لے کر زوال سے پہلے پہلے تک کسی بھی وقت عید کی نماز ادا کی جاسکتی ہے، البتہ عید الفطر کی نماز کچھ تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے۔ (درمع الرد، ۶، ۶۱:۳)

☆ نماز عید دو رکعت ہے، اس کا طریقہ عام نمازوں کی طرح ہے، البتہ اس میں چھ زائد تکبیرات واجب ہیں (تین تکبیریں پہلی رکعت میں ثناء پڑھ کر اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہاتھ چھوڑ دے اور دوسری رکعت میں قرات کے بعد تین تکبیریں کہیں جائیں گی۔

نمازِ عید کا طریقہ:

عید کی نماز کا طریقہ یہ ہے کے پہلے دل میں نیت کرے کہ دو رکعت نماز واجب عید الفطر کی چھ زائد تکبیروں کے ساتھ ادا کرتا ہوں۔۔

☆ اس کے بعد نماز شروع کرنے کے لئے تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہے اور ہاتھ باندھ کر ثناء (سبحانك اللهم) پڑھے پھر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے پہلی اور دوسری مرتبہ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دے لیکن تیسری مرتبہ نہ چھوڑے بلکہ ہاتھ باندھ لے۔

☆ اسکے بعد امام اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھ کر عام نمازوں کی طرح اونچی آواز سے

قرأت کر کے حسب قاعدہ پہلی رکعت مکمل کرے، پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو تو پہلے امام قرأت کے بعد رکوع سے پہلے تین مرتبہ اسی طرح اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ لے جا کر چھوڑ دے چوتھی مرتبہ ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر کہے رکوع میں چلا جائے اور حسب قاعدہ نماز مکمل کرے۔

چند متعلقہ مسائل:

مسئلہ: نماز کے بعد خطبہ سننا واجب ہے۔

مسئلہ: نماز عید کا با جماعت ہونا شرط ہے لہذا اگر کوئی عید کی نماز ادا نہیں کر سکا تو اکیلے عید کی نماز پڑھنا جائز نہیں اگر عید الفطر کی نماز بوجہ شرعی مجبوری کے پہلے دن نہ پڑھائی جا سکے تو دوسرے دن پڑھائی جا سکتی ہے۔

مسئلہ: امام صاحب کا نمازِ عید کی قرأت میں پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ پڑھنا مستحب ہے۔

تاخیر سے آنے والے کے لئے نماز عید میں شرکت کی صورتیں:

☆ بعض لوگ عید کی نماز کھڑی ہونے کے بعد امام کے ساتھ شریک ہوتے ہیں جس کی کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت کا طریقہ الگ ہے، یہاں ہر صورت کا الگ الگ طریقہ لکھا جاتا ہے۔

(۱) پہلی رکعت میں کوئی شخص اس وقت پہنچا جبکہ امام صاحب تینوں زائد تکبیریں یا کچھ تکبیریں کہہ چکے تھے لیکن ابھی رکوع نہیں کیا تھا تو آنے والا شخص نیت باندھتے ہی تین تکبیریں کہہ لے، خواہ امام صاحب نے قرأت شروع کی ہو یا نہ کی ہو۔

(۲) اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں اس وقت پہنچا جبکہ امام صاحب رکوع میں تھے تو اگر آنے والے شخص کو غالب گمان ہو کہ میں تین تکبیریں کہہ کر امام صاحب کے ساتھ شریک ہو جاؤں گا تو نیت باندھ کر کھڑے ہو کر تین تکبیریں کہے اور پھر رکوع میں شامل ہو جائے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ تین تکبیریں کھڑے ہو کر کہنے لگ گیا تو رکوع میں شامل نہیں ہو سکے گا تو نیت باندھتے ہی سیدھا رکوع میں چلا جائے اور بجائے سبحان ربی العظیم پڑھنے کے رکوع ہی میں زائد تکبیریں کہے مگر ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر دونوں کے پڑھنے کا وقت ہو تو دونوں پڑھ لے۔

(۳) اگر کوئی شخص اس وقت پہنچا جبکہ امام پہلی رکعت کا رکوع کر چکا تھا تو امام صاحب کے ساتھ شامل ہو جائے اور دوسری رکعت میں امام صاحب کے سلام پھیرنے پر کھڑا ہو کر اپنی نماز مکمل کرے جس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ثناء (سبحانک اللّٰھُمَّ) اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ کے ساتھ کوئی صورت ملائے اور اس کے بعد تین تکبیریں کہے اور ہر مرتبہ ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دے اور پھر چوتھی تکبیر کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے اور باقی نماز مکمل کرے۔

(۴) اگر کوئی شخص دوسری رکعت میں امام صاحب کے زائد تکبیریں کہنے کے بعد شامل ہوا تو اگر تکبیر تحریمہ کہہ لینے کے بعد کھڑے ہو کر زائد تکبیریں کہہ کر رکوع میں شامل ہونے کا غالب گمان ہو تو یہ تکبیریں کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور اگر اندیشہ ہو کہ رکوع نہیں ملے گا تو رکوع میں تکبیریں کہے، اس کی دوسری رکعت تو ہو گئی اور پہلی رکعت نمبر ۳ میں لکھے گئے طریقے کے مطابق ادا کرے۔

(۵) اگر کوئی شخص دوسری رکعت کے رکوع کے بعد پہنچا تو یہ رکعت پوری کر کے

امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد دونوں رکعتیں پڑھے ان دو رکعتوں کے پڑھنے کا طریقہ وہی ہے جو عید کی نماز کا طریقہ ہے، یعنی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تین تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے۔

چند متعلقہ مسائل:

مسئلہ: اگر امام صاحب زائد تکبیریں بھول کر رکوع میں چلے گئے تو یاد آنے پر رکوع ہی میں تکبیریں کہہ لے، رکوع چھوڑ کر قیام کی طرف نہ آئے، لیکن اگر رکوع چھوڑ کر قیام کی طرف آئے اور تکبیریں کہہ کر رکوع کر لیا تو بھی نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: امام کے لئے عید کی نماز کے بعد کھڑے ہو کر دو خطبے پڑھنا سنت ہے اور ان خطبوں کا سننا واجب ہے۔

مسئلہ: خطبہ کے دوران کوئی بات چیت، سلام وکلام کرنا یہاں تک کہ نماز پڑھنا بھی جائز نہیں، بعض لوگ دوران خطبہ نبی کریم ﷺ کا نام آنے پر درود شریف پڑھتے ہیں یا دعائیہ کلمات پر آمین وغیرہ کہتے ہیں یا دونوں خطبوں کے دوران ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں یہ سب چیزیں غلط ہیں البتہ دل ہی دل میں زبان کو حرکت دیئے بغیر دعا کرنے میں حرج نہیں۔

مسئلہ: خطبہ کے دوران تشہد کی سی کیفیت اختیار کرنا بہتر ہے لیکن اس کے علاوہ طبعی کیفیت پر بیٹھنا ممنوع نہیں باقی پہلے خطبہ میں ناف اور دوسرے خطبہ میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں۔

تمت بالخیر

تصانیف

ڈاکٹر مولانا مفتی احمد خان صاحب دامت برکاتہم

- ☆ آداب افتاء
- ☆ تلخیص الفلکیات
- ☆ سو مستند و مسنون دعائیں
- ☆ چالیس روزہ تربیتی کورس نمبر ۱
- ☆ چالیس روزہ تربیتی کورس نمبر ۲
- ☆ آدابِ ملاقات
- ☆ عنقریب منظرِ عام پر آنے والی کتب
- ☆ **الفتاوی النسفیة**
- ☆ چالیس روز تربیتی کورس نمبر ۳
- ☆ عربی کورس (اسکول و کالج کے طلباء کیلئے)
- ☆ **الاملاء والترقیم** (اردو)
- ☆ باادب بانصیب